اہل سنت کا نشان
ماہنامہ بقیع کراچی
MARCH 2022
مفت سلسلہ اشاعت نمبر 333
Regd. # MC-1177

اسلامی مشاورتی کونسل کے سوالنامہ کا جواب

مصنف
مفتی اعظم پاکستان علامہ محمد صاحبداد خان رحمۃ اللہ علیہ
سابقہ شیخ الحدیث جامعہ راشدیہ پیر جو گوٹھ

نظر ثانی
شیخ الحدیث مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی دامت برکاتہم العالیہ
(رئیس دار الحدیث و دار الافتاء جامعۃ النور)

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان
نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰
Ph : 021-32439799 Website : www.ishaateislam.net

اسلامی مشاورتی کونسل کے

سوالنامہ کا جواب

از

مفتیٔ اعظم پاکستان علّامہ محمد صاحبداد خان رحمۃ اللہ علیہ
سابق شیخ الحدیث جامعہ راشدیہ پیر جو گوٹھ

نظر ثانی

شیخ الحدیث مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ العالی
(رئیس دارالحدیث ودارالافتاء بجامعۃ النور)

ناشر
جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)
نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں۔

کتاب	:	اسلامی مشاورتی کونسل کے سوالنامہ کاجواب
تصنیف	:	مفتیٔ اعظم پاکستان مفتی محمد صاحبداد خان رحمۃ اللہ علیہ
نظر ثانی	:	شیخ الحدیث مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ
اشاعت اوّل	:	یکم نومبر ۱۹۶۳ء (ہفت روزہ سوادِ اعظم، لاہور)
اشاعت ثانی	:	شعبان المعظم ۱۴۴۳ھ / مارچ 2022ء
تعداد	:	4500
ناشر	:	جمعیّت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)
		نور مسجد، کاغذی بازار میٹھادر، کراچی
		فون:021-32439799

خوشخبری: یہ رسالہ www.ishaateislam.net پر موجود ہے

فہرست مضامین

نمبر شمار	موضوع	صفحہ
1	پیش لفظ	4
2	اسلامی مشاورتی کونسل کے سوالنامہ کا جواب	6
3	مثلاً سوال نمبر اوّل میں ہے کہ	6
4	جوابی نوٹ	7
5	جوابی نوٹ	8
6	جوابی نوٹ	8
7	حقائق وشواہد	17
8	انصاف کا تقاضا	18
9	مگر اخلاقی اور اسلامی لحاظ سے	18
10	مغربیت کے نکمے قوانین	21
11	خود تو مصنف باش حضرت ایں نکو یا آں نکو	22
12	جوابی نوٹ	22
13	جوابی نوٹ	23
14	جوابی نوٹ	24
15	جوابی نوٹ	25
16	جوابی نوٹ	26
17	جوابی نوٹ	26

18	سوال نمبر 4 اور اس کا جواب	27
19	جوابی نوٹ	28
20	سوال نمبر 5 اور اس کا جواب	31
21	جوابی نوٹ	31
22	سوال نمبر 6 اور اس کا جواب	31
23	جوابی نوٹ	32
24	سوال اور اُس کا جواب	35
25	سوال نمبر 7 اور اس کا جواب	37
26	جوابی نوٹ	37
27	سوال نمبر 8 اور اس کا جواب	38
28	سوال نمبر 9 اور اس کا جواب	39
29	سوال نمبر 10 اور اس کا جواب	40
30	سوال نمبر 11 اور اس کا جواب	41
31	سوال نمبر 12 اور اس کا جواب	42
32	جوابی نوٹ	43
33	سوال نمبر 13 اور اس کا جواب	43
34	سوال نمبر 14 اور اس کا جواب	43
35	جوابی نوٹ	44
36	جوابی نوٹ	44

پیش لفظ

۱۹۶۳ سن عیسوی میں اسلامی مشاورتی کونسل پاکستان نے ایک سوال نامہ جاری کیا جو مختلف اخبارات ورسائل میں شائع ہوا اور علماء ومفتیان کرام کو یہ سوال نامہ ارسال کیا گیا انہی مرسَل الیہ علما میں مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد صاحبداد خان جمالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی تھے۔ آپ اپنے وقت کے مشہور اور مرجع عوام وخواص مفتی تھے۔ آپ نے ۱۹۳۹ سن عیسوی میں مسلم لیگ میں شامل ہو کر تحریک پاکستان کی جدوجہد میں اہم کردار ادا کیا۔ ۱۹۴۶ سن عیسوی بنارس، انڈیا میں منعقد ہونے والی "آل انڈیا سنی کانفرنس" جس میں برصغیر پاک وہند اور بنگال سے دو ہزار علما ومشائخ نے شرکت کی ان حضرات میں مفتی صاحبداد خان جمالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی تھے۔ پاکستان بننے کے بعد جمعیت علمائے پاکستان نے کراچی میں مرکزی دارالافتاء قائم کیا اس اہم کام کی ذمہ داری بھی آپ ہی کے سپرد ہوئی نیز پاکستان بننے کے بعد مفتی اعظم پاکستان کے لقب سے مشہور ہوئے۔

خیر! آپ کی طرف بھی مذکورہ سوال نامہ ارسال کیا گیا جس میں مختلف سوالات تھے۔ آپ نے نہایت غور وخوض سے مطالعہ کرنے کے بعد لکھا کہ

سوال نمبر اوّل اور دوم اور پندرہ خاص طور پر اور باقی سوالات عام طور پر بالکل سطحی اور فروعی معلوم ہوتے ہیں جب تک اُن کے ساتھ میں بنیادی اور اُصولی چیزوں کی اصلاح نہ ہوگی اُس وقت تک پاکستان میں مسلم معاشرہ فقط اسلامی طرزِ زندگی سے محروم رہے گا بلکہ روز بروز اسلامی طرزِ زندگی سے بالکل دُور اس سے نفرت کرتا چلا جائے گا۔"

اس سوال نامہ کے جوابات یکم نومبر ۱۹۶۳ کو ہفت روزہ سواد اعظم لاہور میں بنام" اسلامی مشاورتی کونسل کے سوالنامہ کا جواب" شائع ہوئے بنیادی طور پر اس سوال

نامہ کے جواب میں "پاکستان میں اسلامی معاشرہ کی تشکیل میں ناکامی اور اس کے اسباب" پر گفتگو کی گئی ہے آپ نے نہایت عرق ریزی سے اسلامی معاشرے کی تشکیل میں ناکامی کے اسباب وعوامل اور موانع بیان کئے ہیں۔

جمعیت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان، اکابرین اہلِ سنت کی کُتُب ورسائل کو حتی المقدور جدید تقاضوں کے مطابق شائع کرنے کا عزم رکھتی ہے۔ رسالہ ہذا کی اشاعتِ جدید بھی اسی تحریک کا حصہ ہے خصوصاً بانی ادارہ حضرت علاّمہ محمد عرفان ضیائی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے حکم پر اسے شاملِ اشاعت کیا گیا ہے اور اس رسالہ پر شیخ الحدیث مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی دام ظلّہ کی نظر ثانی ہے اور آپ کے تحریر کردہ حواشی بھی ہیں۔

ادارہ اسے اپنی اشاعت نمبر ۳۳۲ پر شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب ہمارے آقا ﷺ کے طفیل مصنف اور جملہ معاونین واشاعت کاران کی سعی کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور ان کی دینی وعلمی خدمات میں روزافزوں ترقی عطا فرمائے۔ آمین

ابو ثوبان محمد کاشف مشتاق عطاری نعیمی

جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

اسلامی مشاورتی کونسل کے سوالنامہ کا جواب

از مفتیٔ اعظم پاکستان علّامہ محمد صاحبداد خان رحمۃ اللہ علیہ

سابقہ شیخ الحدیث جامعہ راشدیہ پیر جو گوٹھ

باسمہ تعالی شانہ

نَحمدُہٗ وَنُصَلّی عَلیٰ حَبِیبہ الکَرِیم

محترم جناب سیکریٹری صاحب! اسلامی مشاورتی کونسل کا ایک تازہ اُردو سوال نامہ (تازہ اطلاع کے بموجب اب حکومت نے یہ سوال نامہ واپس لے لیا ہے وجہ نامعلوم۔ بہرحال جواب حاضر ہے۔ ۱۲) موصول ہو کر باعثِ مسرت ہوا جو ملک کے بعض اخبارات میں بھی شائع ہوا ہے لہٰذا جوابات عرض کرنے کی غرض سے نہایت غور سے مطالعہ کیا۔ سوال نمبر اوّل اور دوم اور پندرہ خاص طور پر اور باقی سوالات عام طور پر بالکل سطحی اور فروعی معلوم ہوتے ہیں جب تک اُن کے ساتھ میں بنیادی اور اُصولی چیزوں کی اصلاح نہ ہوگی اُس وقت تک پاکستان میں مسلم معاشرہ فقط اسلامی طرزِ زندگی سے محروم رہے گا بلکہ روز بروز اسلامی طرزِ زندگی سے بالکل دُور اس سے نفرت کرتا چلا جائے گا۔

مثلاً سوال نمبر اوّل میں ہے کہ

(۱) کیا آپ سمجھتے ہیں کہ پاکستان میں مسلم معاشرہ اسلامی طرزِ زندگی سے دُور ہوتا جارہا ہے؟

(۲) اگر سوال نمبر ا کا جواب اثبات میں ہے، تو کیا آپ کے خیال میں منجملہ دیگر اُمور کے اس کی حسبِ ذیل وُجوہ بھی ہیں۔

(الف) تعلیم کے ذریعہ مغربی اَقدار کی تبلیغ

(جوابی نوٹ) اس میں مُعلّموں کی مغربی وضع قطع اور مغربی طرزِ زندگی کی نقالی بُری طرح نونہالوں پہ اثر کررہی ہے۔ مجیب)

اگراس کا جواب اثبات میں ہے توحسبِ ذیل اداروں میں سے کون سے ادارے اسلامی اقدار کے عَلَی الرَّغم مغربی رُجحانات کو فروغ دینے کا باعث ہیں۔

(۱) اسکول، کالج، یونیورسٹیاں (۲) سینما (۳) اخبارات اور رسائل (۴) ریڈیو اور معلومات کے دیگر ذرائع۔

جوابی نوٹ: اس میں تمام اخبارات ورسائل وغیرہ کو شامل کرنا موزوں نہیں بلکہ خاص طور پر مغربیت زدہ اخبارات اور رسائل اور ریڈیو کے مخرب اخلاق پروگرام مراد ہیں۔ مجیب

(ب): سرکار اور عام تقریبات میں اسلامی اُصولوں کی صریح خلاف ورزی مثلاً (۱) نشہ اور مشروبات کا پیش کیا جانا (۲) افطار و نماز کے اوقات میں میٹنگ وغیرہ مقرر کرنا اور منعقد کرنا (۳) ماہِ مبارک رمضان میں دوپہر کے کھانے اور چائے کی دعوتیں۔

(ج) ایسی نظموں کا سنانا جن میں اسلام کے اُصولوں کا تمسخر اُڑایا جاتا ہو یا اُن سے بغاوت کا جذبہ اُبھارا جاتا ہو۔

(د) رقص

(ہ) شبینہ کلب

(و) ریس کورس

(ز) مینا بازار اور اس قسم کی دوسری تقریبات

(ح) اگر آپ سمجھتے ہیں کہ اس سلسلہ میں کوئی اور چیز بھی اس قبیلہ میں آتی ہے، تو اُس کا ذکر کیجئے۔

(جوابی نوٹ): اس میں مخلوط تعلیم اور مخلوط تعلیم گاہوں کے کھیل تماشے، ناچ، ڈرامے، گانے وغیرہ اور ملک کی مخلوط تفریح گاہیں مثلاً باغات اور نمائش گاہیں وغیرہ کھیل تماشے۔ مجیب)

سوال نمبر 15: مندرجہ بالا اُمور کے علاوہ کیا کچھ اور بُرائیاں بھی ہیں جو پاکستان کے مسلم معاشرہ پر اثرانداز ہو رہی ہیں، یا کیا آپ کے ذہن میں کچھ اور ایسی تجاویز ہیں جو عملی صورت میں معاشرہ کی اصلاح و ترقی کا باعث ہو سکیں؟ اگر اس کا جواب اثبات میں ہے تو براہِ کرم اُن بُرائیوں کی نشان دہی کیجئے اور اُن تجاویز کی تفصیلات بیان کیجئے۔

(جوابی نوٹ): جن بنیادی اور اُصولی بُرائیوں کی ہماری اسلامی مشاورتی کونسل شعوری یا غیر شعوری طور پر نشان دہی نہیں فرما سکی، ہم نہایت شکریہ کے ساتھ عرض کرتے ہیں کہ اتنے لمبے چوڑے سوالنامہ میں "زنا" جیسی بے حیائی اور فحاشی کے اسباب و دَواعی کو توضمناً کہیں بیان کیا ہے مگر خود زنا جیسی بدترین بُرائی، جو مغربیت کا مہذب ترین تفریحی مشغلہ ہے اور اسلام میں معاشرہ کو تباہ کرنے والا

شدید قابلِ سزا جرم ہے اور پاکستان کے تمام شہروں میں کُھلے بندوں جاری وساری ہے، جس کی کُھلی اجازت خود پاکستان کا غیر اسلامی آئین اور کفارِ فرنگ کا چھوڑا ہوا قانون دیتا ہے بلکہ عائلی قوانین کے ذریعہ متعدّد نکاحوں پر مختلف پابندیاں لگا کر اُسے قابلِ سزا جُرم قرار دیا ہے۔ اس میں کُھلی طرح زنا کی پوری ہمت افزائی کی ہے، اس کی رُو سے نوجوان لڑکے پورے اُٹھارہ سال سے پہلے تک زنا تو بیشک کر سکتے ہیں مگر نکاح نہیں کر سکتے۔

مزید براں عُریاں تصویریں، فلمی ستاروں کے مُخربِ اَخلاق کارنامے، فحش لٹریچر، سینمابینی، مخلوط تعلیم ان کے شہوانی جذبات کو اُبھارنے کے لئے سونے پر سہاگہ ہے۔ بنابر آں یہ طبقہ اپنی جنسی خواہشات ضرور جنسی بے راہ روی سے پوری کرے گا اور نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کے اختلاط و بے راہ روی کا یہ عملی ثبوت ہے کہ پاکستان کے شہروں میں ہزاروں کی تعداد میں ہر سال نوزائیدہ بچے بے گُناہ قتل کئے جاتے ہیں جو ملک و ملّت کے لئے ننگ ہیں اور خُدائی غضب و قہر کا بلاوا ہیں۔

اسی طرح نوجوان لڑکیاں پورے سولہ سال سے پہلے تک مخلوط تعلیم و سینما بینی وغیرہ مختلف اسبابِ فحاشی کی وجہ سے زنا جیسی بدترین فحاشی میں مبتلا ہو رہی ہیں کیونکہ ان پہ کوئی قانونی پابندی اور سزا نہیں ہے مگر نکاح جیسی حلال اور جائز چیز ان کے نزدیک نہیں جا سکتیں۔

اسی طرح عیاش لوگ جتنی داشتائیں رکھیں یا جتنی بے راہ روی اختیار کریں تو اس بڑی بُرائی پر نہ تو شوہر والی عورتوں کو ان کے خلاف قانوناً اعتراض کا حق

ہوسکتا ہے اور نہ ہماری انتظامیہ اور عدلیہ کو اس عظیم بُرائی اور بے حیائی سے روکنے کا حق پہنچتا ہے اور نہ عوام کو، بلکہ سب کے سب بے بس تماشائی کی طرح دیکھتے رہ جائیں اور کچھ بول نہ سکیں۔

اسی طرح غیر اسلامی آئین اور کافرانہ قوانین کی رُو سے عورتوں کو بھی جنسی بے راہ روی کی کھلی اجازت ہے۔ پھر ایسے نکمے آئین اور قوانین کے ماحول میں مسلم معاشرہ کی اسلامی طرزِ زندگی اختیار کرنے کی اُمید کرنا سراسر بے سود ہے۔ قرآنِ پاک نے ان تمام ظاہری اور باطنی بُرائیوں سے بچنے کے لئے ایک ہی جملہ بیان فرماکر دریا کو کوزہ میں بند کیا ہے:

وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ[1]

اور سورۂ بنی اسرائیل میں ہے: وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ﴿۳۲﴾[2]

شراب کی درآمدی ٹیکس اور خرید وفروخت کی فراوانی سے حکومت کی آمدنی میں جو کافی ناجائز اضافہ ہورہا ہے اس لئے حکومت کا غیر اسلامی آئین و قانون اس کی کھلی اجازت دیتا ہے۔ لہٰذا اس بُرائی کی اصلاح کی امید کیسے کی جاسکتی ہے اور عجب ہے کہ بھارت جیسی لادینی اسٹیٹ بھی شراب وزنا کو قانوناً بند کرچکی ہے اور

---

(1) الأنعام: ٦/ ١٥١
اور بے حیائیوں کے پاس نہ جاؤ جو ان میں کھلی ہیں اور جو چھپی۔
(2) بنی اسرائیل: ١٧/ ٣٢
اور بدکاری کے پاس نہ جاؤ بیشک وہ بے حیائی ہے اور بہت ہی بُری جگہ۔

میزانیہ کے خسارہ کا بہانہ تو اُسے بھی ضرور تھا، اگر میزانیہ کے خسارہ کا عذر جائز وناجائز آمدنی کے فرق کو اُٹھا دیتا ہے تو رشوت خور افسران اور ملازمانِ حکومت بلکہ ہر ایک چور، ڈاکو، فاحشہ عورتوں وغیرہ حرام کار اور حرام خوروں کو اپنے اپنے میزانیہ کے خسارہ کا بہانہ حکومت کو ضرور قبول فرمانا پڑے گا جو نا قابلِ قبول ہے۔

اسی طرح سود وسٹہ کا بھی سوال نامہ میں ذکر نہیں حالانکہ اس کا نعم البدل شریعتِ مقدسہ میں مضاربت اور حربی اقوام سے منافع پر لین دین کرنا بلاشبہ جائز ہے مگر اسلامی طریق پر سوچنے کی تکلیف یہاں گوارا نہیں کی جاتی اس لئے مسلمانوں کے واسطے قرآنِ عظیم کا واضح اعلان ہے۔

ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً ۪ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ[3]

ترجمہ: تمام اسلامی احکام کی پوری طرح تعمیل کرو اور شیطان کے نقشِ قدم پہ نہ چلو۔

یہاں اسلامی احکام میں غیر اسلامی احکام کو ملا کر کفار کی نقالی شروع کر دی گئی ہیں۔ لہٰذا بنیادی اور اُصولی چیز یہ ہے کہ سب سے پہلے آئینی طور پر غیر اسلامی آئین اور تمام کافرانہ قوانین کا کتاب وسنت کے مطابق بدلنا ضروری ہے اور سوالنامہ میں جتنی بُرائیوں کی نشان دہی کی گئی ہے اُن کی اصلی بنیاد ہمارے ملک کے قوانین ہیں اور یہ کافرانہ قوانین ہی سب بُرائیوں کی جڑ ہیں۔ درخت کے تنے کو پانی وغیرہ کھاد سے مضبوط کیا جائے پھر فقط ٹہنیوں کی قطع وبُرید سے کیا ہوگا۔ یہ تو ہوئی بُرائیوں سے بچنے

---

(3) البقرۃ: ۲/ ۲۰۸

کی اصلی تدبیر، باقی مسلم معاشرہ کی اسلامی طرزِ زندگی اختیار کرنے کی مؤثر تجویز عرض ہے

النَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِهِمْ

یہ ایک روشن حقیقت ہے کہ انگریز اپنے دَورِ حکومت میں یہاں بالکل اقلیت میں رہے مگر وہ کبھی یہاں کی اکثریت کی وضع قطع سے متاثر نہ ہوئے بلکہ حکمرانی کی وجہ سے یہاں کی اکثریت اُن کی غیر اسلامی وضع قطع، تہذیب وتمدن پر فخر محسوس کرنے لگی۔ ہمارے علماءِ کرام انگریزی زبان یا دنیاوی عُلوم سے ہر گز متنفر نہ تھے مگر اُنہوں نے اچھی طرح بھانپ لیا تھا کہ "النَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِهِمْ" اکثر لوگ اپنے حکمرانوں کے طور وطریق پہ چلنا پسند کرتے ہیں۔ بنابر آں انگریزی تعلیم کا یہی نتیجہ ضرور نکلے گا کہ اسلامی ذہنیت مسخ ہو کے رہے گی اور چونکہ رِعایا کے اکثر معاشی وسائل حکومت کے ہاتھ میں ہوتے ہیں لہٰذا انگریزوں نے عملاً لالچ دینے کی غرض سے تعلیم ہی ایسی دی کہ ہماری ذہنیت ہی بدل گئی اور ہمیں احساس تک نہ ہوا

وائے ناکامی کہ احساسِ زیاں جاتا رہا

اس لئے آزادی اور حصولِ پاکستان کے بعد بھی آج تک ہمارے حکمراں کفّارِ فرنگ کے چھوڑے ہوئے قانون کو نہ فقط پسند کرتے ہیں بلکہ اپنی ذہنی غلامی کی بناء پر اس پر فخر محسوس کرتے آئے ہیں اور ظاہر ہے کہ حکومت قانون کی ہوتی ہے۔ لہٰذا آئین اور نظامِ قوانین مکمل طور پر غیر مسلموں کی نقالی اور ملاوٹ پر مبنی ہے اور ہمارا سارا نظامِ عدلیہ اور انتظامیہ فرنگی نصرانیوں کا مرہونِ منت ہے۔ بنابر آں

پاکستان میں اسلامی معاشرہ اسلامی طرزِ زندگی سے خود بخود دور نہیں ہوتا جارہا ہے بلکہ آزادی کے بعد ہمارا ہر ایک حکمران طبقہ قانونی طاقت کے زور سے اپنی غیر اسلامی وضع قطع اور سیرت وصورت پر بڑے طمطرانی سے اسلام اسلام کی رٹ بھی لگاتا رہا ہے تاکہ بقول اکبر مرحوم ایک پتھر سے دو شکار ہوں۔

زباں پہ آیۃ اِیَّاكَ نَسْتَعِيْن بھی رہی
صنم کے پاؤں میں لیکن جھکی جبیں بھی رہی

قرآنِ مجید نے ایسے ہی لوگوں کی دکھتی ہوئی رگ پکڑ کر کُھلا اعلان فرمایا کہ

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ .[4]

ترجمہ: کیا تم لوگوں کو تو نیکی (اسلامی احکام پہ چلنے) کا حکم دیتے ہو اور اپنے نفسوں کو بھلائے ہوئے ہو۔

یعنی خود اسلامی احکام اور قوانین پہ نہیں چلتے اور سورہ صف میں ایسے ہی بے عمل لوگوں کے لئے صاف ارشاد ہوا ہے: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝[5]

ترجمہ: اے مومنو! کیوں ایسے باتیں کہتے ہو جو خود نہیں کرتے خدا کے نزدیک یہ بڑا گناہ ہے کہ جو کہو اُس پر خود عمل نہ کرو۔

مشرق کے مفکّر اقبال نے اسی حقیقت کی طرف قوم کا دھیان جھکایا ہے:

---

(4) البقرة: ۲/ ٤٤
(5) الصف: ٦١/ ٢.٣

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
کیا یہ مسلم ہیں انہیں دیکھ کے شرمائیں یہود
یوں تو سیّد بھی ہو مرزا بھی ہو افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

ایسے ماحول کی وجہ سے نہ تو مذہبی لوگوں کے وعظ و تبلیغ میں عملی اثر پیدا ہوتا ہے اور نہ سیاسی لیڈروں کی تقریر اور تحریر میں کچھ اثر ہے۔ اس لئے معاشرہ میں اسلامی طرزِ زندگی اختیار کرنے کی موثّر تدبیر اور صحیح تجویز یہ ہے کہ خلوصِ قلبی کے ساتھ ہمارا اُونچا طبقہ غیر اسلامی وضع قطع اور غیر اسلامی صورت وسیرت کو خیر باد کہہ کر وہ اسلامی طرزِ زندگی اختیار کرلے۔

بقولِ ارشادِ ربانی: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَاۗفَّةً ۠ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ[6]

ترجمہ: اے ایمان والو! اسلام میں مکمل طور پر داخل ہو جاؤ اس کے خلاف شیطان کے نقشِ قدم پہ نہ چلو۔

اس مبارک اعلان سے واضح ہے کہ اسلامی احکام کی خلاف ورزی شیطانی پیروی ہے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے: اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿١٣٢﴾[7]

(6) البقرۃ:۲/ ۲۰۸
(7) البقرۃ:۲/ ۱۳۲

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے دین اسلام پسند فرمایا ہے، مرتے دم تک اسلام ہی پہ قائم رہو" اور اسلامی دنیا کو اس پر ایمان اور یقین کرنا ضروری ہے کہ جو اسلامی وضع قطع خدا تعالیٰ کے پیارے محبوب محمد مصطفیٰ ﷺ نے دنیا کے سامنے پیش فرمائی وہی خدا تعالیٰ کو پسند اور مرغوب ہے اس لئے ارشاد ہے کہ: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔ (8)

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ کے رسول کی پیروی کرنا تمہارے لئے بہترین دستور العمل ہے۔

اس کی اطاعت اور پیروی سے نفرت کرنا یقیناً نفاق اور غیر اسلامی تہذیب وتمدن ہے اور یہ بھی یقینی چیز ہے کہ اسلامی تہذیب وتمدن اور اسدلامی وضع قطع دین ودنیا کی ترقی سے ہمیں ہرگز نہیں روکتی اور اس مسخ شدہ ذہنیت کا تو کوئی علاج ہی نہیں، جو فرنگیانہ تہذیب وتمدن کو ترقی کا باعث سمجھے بقول شاعر کہ:

کی مسلماں نے ترقی جو فرنگی بن کر
وہ فرنگی کی ترقی ہے مسلماں کی نہیں

سکھ قوم سے ہمیں کتنا ہی مذہبی اور سیاسی اختلاف ہو مگر کفّار فرنگ کی ڈیڑھ سو سال محکومی اور غلامی میں بھی وہ اپنے گرو کے کہنے پر اپنی وضع قطع نہیں بدلی، نہ کبھی بال کٹوائے اور نہ داڑھی منڈائی اور نہ کبھی ہیٹ پہنا، بقول شاعر:

دیکھ مسجد میں شکستِ رشتۂ تسبیح شیخ
بُت کدے میں برہمن کی پختہ زُنّاری بھی دیکھ

---

(8) الأحزاب: ۳۳/ ۲۱

اور ظاہر ہے کہ حکمراں طبقہ کے ماتحت ملک کے اکثر معاشی وسائل ہوتے ہیں، جب وہ خود بخوشی اسلامی طرزِ زندگی اختیار کرنے پر آمادہ ہو جائے تو ایک ہی آرڈیننس کے ذریعہ ملک میں اسلامی طرزِ زندگی کی لہر دوڑ جائے گی۔ وہ یہ ہے کہ پاکستان چونکہ ایک اسلامی نظریہ کی بناء پر وجود میں آیا ہے لہٰذا اسلامی آئین اور قوانین کے بدلنے تک جو بھی مسلم، مسلمانوں کی حکومت میں اسلامی وضع قطع اور اسلامی احکام اور اسلامی طرزِ زندگی کی عملاً خلاف ورزی کرے گا وہ شرعی سزا کا مستحق ہوگا اور اگر کوئی سرکاری ملازم ہے تو سرکاری ملازمت سے بھی برطرف کیا جائے گا اور اسمبلیوں میں مسلمانوں کا نمائندہ بھی وہ ہو سکتا ہے جس کا ظاہری کردار اور وضع قطع اسلامی طرزِ زندگی کا ثبوت ہمیشہ پیش کرے اور ووٹ دینے کا حق بھی ایسے عاقل بالغ لوگوں کو ہوگا جس کا اپنا طرزِ عمل بھی اسلامی احکام کے مطابق ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دَورِ خلافت میں اَوقاتِ نماز کی پوری پابندی تھی مگر اس کے ہوتے ہوئے تمام عمالِ حکومت کو تفصیل سے اوقاتِ نماز اور اس کی پابندی کی طرف توجہ دلائی اور اس پابندی کا فلسفہ اور حکمت بھی بتائی کہ جو شخص خالقِ اکبر کے حکم کی خلاف ورزی کر سکتا ہے وہ مخلوق کے حقوق کبھی ادا نہیں کر سکتا۔ اس فرمان کے ابتدائی الفاظ یہ ہیں کہ

إِنَّ أَهَمَّ أَمْرِكُمْ عِنْدِي الصَّلَاةُ فَمَنْ حَفِظَهَا وَحَافَظَ عَلَيْهَا حَفِظَ دِينَهُ وَمَنْ ضَيَّعَهَا فَهُوَ لِمَا سِوَاهَا أَضْيَعُ

اور آخر میں نمازِ عشاء کے لئے بار بار تاکید لکھی

فَمَنْ نَامَ فَلَا نَامَتْ عَيْنُهُ فَمَنْ نَامَ فَلَا نَامَتْ عَيْنُهُ إلخ انتهى. (9)

یعنی، میرے نزدیک تمہارا سب سے زیادہ اہم کام نماز ہے، جس شخص نے اس کی محافظت کی اُس نے اپنے دین اسلام کی محافظت کی اور جس نے اس کو ضائع کیا وہ اس کے سوا دوسری چیزوں کا زیادہ ضائع کرنے والا ہو گا اور جو شخص عشاء کی نماز سے پہلے سوئے گا خدا تعالیٰ اس کی آنکھ کو نیند نصیب نہ کرے۔ تین بار اس جملہ کو دُھرایا۔

بناء بر آں اسکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں وغیرہ سرکاری اداروں اور غیر سرکاری تعلیم گاہوں میں اسلامی وضع قطع اور اسلامی احکام کی پابندی ضروری اور لازمی قرار دی جائے تا کہ ہمارا نونہال طبقہ عملاً اس سے متاثر ہو اور مغربیت پسند طبقہ اگر اپنی ذہنی غلامی کی وجہ سے اسلامی طرزِ زندگی سے نفرت کرتا ہے تو مغربی ممالک میں رہنا ہی اُن کے لئے موزوں ومناسب ہے، کھانا تو پاکستان کا کھائیں اور عملی وفادار مغرب کے رہیں۔

حقائق وشواہد

کُفّارِ فرنگ اور ہمارے مسلمان حکمرانوں نے بھی ان قوانین کو اچھی طرح تجربہ کرکے دیکھ لیا، اب ذرا اسلامی تعلیمات وقوانین کا تجربہ کرکے دیکھ لیا جائے کہ کون سی مصیبت آئے گی۔

(9) الموطا أمام مالك، وقوت الصلاة، رقم الحديث:٩

ساری دنیا میں مکمل طور پر نہ کہیں اسلامی جمہوریت کار فرما ہے اور نہ کہیں اسلامی آئین اور نہ کہیں اسلامی قوانین کا مکمل رواج ہے۔ لے دے کے حکومتِ سعودیہ عربیہ کی شخصی حکومت میں اسلامی قوانین کی تھوڑی بہت سی جھلک نظر آتی ہے۔ ویسے سیاسی یا مذہبی لحاظ سے کسی کو اہلِ نجد سے کتنا ہی اختلاف کیوں نہ ہو مگر یہاں فقط قانونی لحاظ سے اس کا موازنہ ملک کے مغربی قوانین سے کر کے دیکھیں تو اخلاقی لحاظ سے مہذّب تر کون سا ملک ہے؟

انصاف کا تقاضا

انصاف کا تقاضا ہے کہ جتنی آبادی حکومتِ سعودیہ میں رہتی ہے اُتنی آبادی ہم پاکستان کے کسی حصہ سے چھانٹ لیں اور عوام کی معیاری زندگی کا موازنہ کریں تو عرب کا عوام بالکل مفلوک الحال اور تعلیم میں ہم سے بہت پیچھے نظر آئے گا اور پاکستان میں بفضلہٖ تعالیٰ معاشیات کے ذرائع بہت وسیع ہیں اور تمدن میں اُن کی بہ نسبت ہم بہت آگے بڑھے ہوئے ہیں۔ وہاں نہ کوئی زرعی پیداوار ہے اور نہ صنعتی ترقی ہے اور نہ رسل ورسائل کی اتنی سہولتیں ہیں۔

مگر اخلاقی اور اسلامی لحاظ سے

اگر ہمیں اور اُنہیں پَرکھا جائے تو زمین وآسمان کا فرق نظر آئے گا۔ سعودیہ عربیہ کی کُل آبادی کا سرکاری ریکارڈ سامنے رکھ کر انواع جرائم اور اُن کی سالانہ پوری تعداد کو نظر میں رکھیں اور پاکستان کی اتنی ہی آبادی کا سرکاری ریکارڈ سامنے رکھ کر انواعِ

جرائم اور جرائم کی پوری تعداد کا سالانہ شمار پیش نظر رکھا جائے تو آفتاب کی طرح پورے حقائق وشواہد روشن ہوں گے۔

۱۔ زنا اور فحاشی اور حرام کاری کے لئے ہمارے ہاں لائنسز اور پرمٹ کے حاصل کرنے کی کھلی سرکاری اجازت ہے اور سعودیہ عربیہ میں اس پر سخت بندش اور شدید سزا ہے۔

۲۔ یہاں شراب کے استعمال کی کُھلی اجازت ہے وہاں سخت بندش اور شدید سزا، بلکہ وہاں محکمہ ’آبکاری کا نام تک نہیں۔

۳۔ یہاں زنانہ اور مردانہ رقص و سرود کی آرٹ اور ثقافت کے نام سے کھلی اجازت ہے، وہاں سخت بندش اور اُس پر سزا قائم ہے۔[10]

۴۔ یہاں مخلوط تعلیم اور عائلی قوانین کے ذریعہ زنا کی پوری ہمت افزائی ہے، وہاں مخلوط تعلیم اور مخلوط تفریح گاہوں، سینما وغیرہ[11] مخربِ اخلاق اداروں کا نام ونشان تک نہیں اور شرعاً کثرتِ ازدواج کے باعث اور سخت سزا کے باعث زنا اور فواحشات کی بیخ کنی کی گئی ہے اور یہاں یہ ساری بے حیائیاں محبوب مشغلہ ہیں۔

۵۔ یہاں سُود کے ذریعہ دل کھول کر غریبوں کا خون چُوسا جاتا ہے اور نظامِ عدلیہ کے بڑے بڑے تعلیم یافتہ اور بیرسٹر اور جج اور ہائی جج سود کی ڈگریاں ڈلواتے اور دیتے ہیں اور وہاں ایسے نظامِ عدلیہ کا نام ونشان تک نہیں ہے۔

---

(10) یہ بندش تھی مگر اب وہاں رقص وسرود کی آرٹ وثقافت کے نام پر اجازت دے دی گئی ہے۔
(11) مگر اب وہاں سینماہال بھی بن گئے ہیں اور بنائے جارہے ہیں۔

قرآن پاک تو "اَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا" [12] کا اعلان فرما کر ہر ایک قسم کے سود کو حرام قرار دیتا ہے اور سودی کاروبار سے باز نہ آنے والوں کو خدا اور رسول سے جنگ کرنے کا چیلنج دیتا ہے، مگر افسوس کہ یہاں کا مغربیت زدہ طبقہ غلط تاویل گھڑ کر کہتا ہے کہ اکہرا اور افرادی سود بلاشبہ جائز ہے، فقط دُگنا اور مرکب سود ناجائز ہے۔

۶۔ یہاں متروکہ اور غیر متروکہ زمینات پر مارکیٹیں، دکانات، سرکاری آفس، سینما وغیرہ کھیل تماشے کے مکانات بنانے کا سرکاری اور نیم سرکاری اداروں کو تو حق حاصل ہے مگر خالقِ ارض و سماوات کی عبادت گاہ بنانے کا کوئی حق اُس کے بندوں کو نہیں ہے، روزانہ پنج وقتہ فرض ادا کرنے کے لئے سالہا سال تک حکومت کی اجازت کا انتظار کیا جائے، پھر بھی اجازت دے یا نہ دے اگر بغیر اجازت جو مساجد اللہ بنائی گئی ہیں، وہ سب واجبُ الاِنہدام کہہ کر ڈھا دی جاتی ہیں۔ وہاں مساجد اللہ کے بنانے کی کوئی قانونی بندش نہیں ہے۔

۷۔ یہاں زنا اور ناجائز اولاد کے پیدا ہونے کے اسباب پر کوئی بندش نہیں ہے فقط ناجائز اولاد کے قتل کرنے پر بندش ہے۔ وہاں چونکہ سرے سے اسباب زنا ہی پیدا کرنے پر مکمل بندش ہے تو ناجائز اولاد کی پیدائش اور اُس کے بے گناہ قتل ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ سب کچھ نمونہ کے طور پر عرض کیا گیا ہے۔

---

(12) البقرۃ: ۲/ ۲۷۵

۸۔ یہاں "ریس کورس" کے ذریعہ لاکھوں روپیوں کا جُوا کھیلنے کی کھلی اجازت ہے، وہاں حجاز میں جوئے پر بالکل بندش ہے۔ چھوٹے بڑے جُوئے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

مغربیت کے نکمے قوانین

۹۔ یہاں خودکشی و قتل، ڈاکہ، چوری، لڑکے اور لڑکیوں کے اغواء، دُختر فروشی وغیرہ کے قوانین ہی ایسے نکمے اور چور دروازوں سے بھرے ہوئے ہیں کہ وکلاء وغیرہ کی ادنیٰ کوشش سے اور نظامِ عدلیہ کی قانونی کمزوریوں سے فائدہ اُٹھا کر بڑے بڑے سنگین جرائم پیشہ لوگ چھوٹ جاتے ہیں جن کی وجہ سے دن دہاڑے کھلے بندوں روز بروز یہ جرائم بڑھتے ہی جارہے ہیں اور رعایا سخت پریشانی وبدامنی کا شکار ہے۔ اسی لئے اکبر الٰہ آبادی فرماتے ہیں:

پیدا ہوئے وکیل تو ابلیس نے کہا
لو آج ہم بھی صاحبِ اولاد ہوگئے

اکبر مرحوم خود جج تھے اور جانتے تھے کہ وکلاء صاحبان جان بوجھ کر سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ، اور حق کو ناحق اور ناحق کو حق کرکے دکھانا ہی ان کی کامیابی کی زبردست دلیل ہے، اس کے بغیر ہرگز کامیاب نہیں ہوسکتے۔ ان کی کمائی ہی ایسی عیاری پر مبنی ہے۔ ان میں حق وسچ کی کمائی کھانے والے بھی ضرور ہوں گے مگر کم۔ قرآن صاف فرماتا ہے نیک کاموں میں لوگوں کی مدد کرو اور بُرے کاموں اور جرائم میں کسی کی مدد نہ کرو، مگر مغربیت کے الحادی شور وغل میں

کون سنتا ہے طوطی کی نقار خانہ میں

پھر یہاں انصاف اس قدر مہنگا ہے کہ رعایا کی طاقتِ برداشت سے بالکل باہر ہے۔ وہاں انصاف پیسوں پہ نہیں بکتا اور ان جرائم کے مقابلہ میں سعودیہ عربیہ کا ریکارڈ دیکھنا جائے تو زمین و آسمان کا فرق نظر آئے گا۔ ہم یہ ہرگز نہیں کہ وہاں فرشتے یا معصوم لوگ بستے ہیں بلکہ اسلامی قوانین اور غیر اسلامی قوانین کا فرق ظاہر کرنا مقصود ہے اور اس پر غور کر کے عمل کرنا مقصود ہے۔ مفکرِ مشرق اسی حقیقت کی طرف توجہ دلاتا ہے

شکوہ سنجِ سختی آئیں مشو
از حدودِ مصطفیٰ بیروں مشو

اب خود مسلمان انصاف کریں

کہ جہاں شرابی، کبابی، زانی، عیاش، قاتل، ڈاکو، چور، اغوا کرنے والے اور فاحشہ عورتیں وغیرہ زیادہ ہوں، وہ ملک مہذب کہلانے کا مستحق ہے یا وہ ملک جس میں اس قسم کی بداخلاقی اور برائی بہت کم پائی جائے؟

وہ ملک بند اخلاق اور مہذب کہلانے کا زیادہ مستحق ہے۔

خود تو منصف باش حضرت ایں نکو یا آں نکو

سوال نمبر 3 اور اُس کا جواب

(الف) آپ کے خیال میں مذہب اور ثقافت میں کیا رشتہ ہے؟

جوابی نوٹ: آج کی ہماری ثقافت اور دینِ اسلام میں کوئی رشتہ نہیں۔

تازہ ملکی اخبارات سے یقینی طور پر معلوم ہوا کہ زیڈ۔اے بخاری صاحب سابق ڈائریکٹر ریڈیو پاکستان کی سرکردگی میں پاکستان کے مشہور سازندوں اور رقاصہ عورتوں کا تیس سے زیادہ تعداد میں ایک ثقافتی وفد پاکستان کی طرف سے رُوس بھیجا گیا ہے جس نے نمایاں طریقہ پر رقص وسرود کا مظاہرہ کرکے روسیوں سے داد حاصل کی اور پاکستان میں خالص اسلامیت کے نام کو روشن کیا۔ایسے وفود بھیجنے میں تو زرِ مبادلہ کا سوال نہیں اُٹھایا جاسکتا ہے مگر فریضہ ٔحج کے کوٹے کے اضافہ پر عالمِ بالا سے یہ سوال اُٹھانا بہت موزوں نظر آتا ہے کیونکہ

رموزِ مملکتِ خویش خسرواں دانند

بہرحال ایسی ثقافت کا اسلام سے کوئی واسطہ نہیں ہے ،یہ ثقافت وکلچر ہمارے انگلو پاکستانی طبقہ کو مبارک ہو۔

(ب) بالخصوص کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ایسی قوم کے افراد جو شدید احساسِ کمتری میں مبتلا ہوں اپنے عقائد اور اقدار پر ثابت قدم رہ سکتے ہیں؟

جوابی نوٹ: احساسِ کمتری کی وجہ سے جب اسلامی ذہنیت ہی مسخ ہوکے رہ گئی ہے تو ایسے افراد کا اسلامی عقائد اور اقدار پر ثابت قدم رہنا نہایت مشکل ومحال ہے ہاں خداتعالٰی قادرِ مطلق ہے "ولیس ذلك علی الله بعزیز"

اہل پاکستان کو اپنی ثقافت اور اقدار پر فخر محسوس کرنے کے قابل بنانے کے لئے کیا تدابیر اختیار کی جائیں؟

جوابی نوٹ: حسبِ مقولہ "الناس علی دین ملوکھم "یعنی لوگ اپنے حکمرانوں کے طور وطریق پر چلتے ہیں اور اس کا واضح ثبوت ہم آزادی کے بعد بھی دیکھتے آرہے ہیں اور قرآن سے بھی ثبوت ملتا ہے۔

وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِیْ كُلِّ قَرْیَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِیْهَا لِیَمْكُرُوْا فِیْهَا وَ مَا یَمْكُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ وَ مَا یَشْعُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ (13)

یعنی، اسی طرح ہم نے بنائے ہر بستی میں مجرموں کے بڑے لوگوں کو مکاری کرنے والے اور جو کچھ یہ بڑے لوگ مکاریاں کرتے ہیں اُن کا وبال حقیقت میں اُن پر ہی گرتا ہے مگر یہ اس حقیقت کو جانتے نہیں۔ لہٰذا سب سے پہلے حکمراں اور لیڈر طبقہ عملاً اسلامی وضع قطع کا ثبوت دے اور اسلامی احکام اور اسلامی طرزِ زندگی پر عمل کرنے کی پوری ہمت افزائی کرے جس کا تفصیلی بیان پہلے تین سوالوں کے جواب میں عرض کیا گیا ہے۔

(ج) انگریزی کو مندرجہ ذیل اداروں میں جو فوقیت حاصل ہے اُس کے اثرات کیا ہیں؟

۱۔ ہمارے تعلیمی نظام میں

۲۔ سرکاری دفتروں میں

۳۔ تجارت وصنعت میں۔

---

(13) الانعام:٦/ ١٢٣

جوابی نوٹ: مغربیت پرست ادارے اور اخبارات ورسائل اور تمام نصابی کتابیں اور انگریزی نظامِ تعلیم ہی کے تو یہ اثرات ہیں کہ مسلم قوم اسلامی احکام اور اسلامی وضع قطع سے روزانہ دُور ہوتی جارہی ہے اور نہایت شوق اور محبت سے مغربیت کو اپنا رہی ہے۔ اس تعلیم کا اصلی مقصد ہی یہی ہے کہ یہاں انگلو پاکستانی افراد پیدا کئے جائیں جو مغربی عیاشیوں میں ہم پیالہ وہم رنگ ہوں۔ صحیح مسلم ومجاہد پیدا کرنا تو تہذیب کے خلاف ہے۔

(د) اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ پاکستان کو اپنی ثقافت اور اپنی زبانوں کو فروغ اور تقویت بخشنا چاہیے تو حسبِ ذیل امور میں انگریزی کو کیا مقام دیں گے؟

(۱) مشرقی اور مغربی پاکستان کے درمیان اظہارِ خیال کا ذریعہ؟

اس کا جواب ظاہر ہے کہ صوبائی حیثیت سے ہر ایک صوبہ کو آج انگریزی کے ہوتے ہوئے جس زبان کی آزاد حیثیت حاصل ہے وہی برقرار رکھی جائے اور اظہارِ خیال کا ذریعہ انگریزی کے بجائے اُردو ہو کیونکہ ہماری صوبائی زبانوں سے آج کل زیادہ بین الاقوامی شہرت اُردو کو ہی حاصل ہے۔ لہٰذا ہمارے ملک میں بین الصوبائی اظہارِ خیال کا ذریعہ اُردو ہی موزوں ہے۔

(۲) باقی بین الاقوامی سطح پر اظہارِ خیال کا ذریعہ تھوڑے وقت کے لئے انگریزی کو اختیاری مضمون قرار دیا جائے تو مناسب ہے مگر لازمی مضمون ہرگز نہ ہو۔ ہم سے بڑے ملک کیمونسٹ چین سے انگریزیت کو بالکل ختم کر دیا گیا ہے، آخر بین الاقوامی اظہارِ خیال کے ذریعہ چین کو بھی تو ضرورت پڑتی ہوگی۔ اسی طرح دوسرے آزاد

ممالک بھی ہیں، ان سے سبق لیا جاسکتا ہے مگر غلامانہ ذہنیت کا تو کوئی علاج ہی نہیں ہے۔

(ہ) کیا آپ زبان کو فکر وخیال کا ذریعہ محض سمجھتے ہیں یا آپ کا خیال یہ ہے کہ اس کا عمیق اثر فکر وعمل پر ضرور پڑتا ہے؟

جوابی نوٹ: چونکہ ہمارے مسلم معاشرہ پر مغربیت کا بہت بُرا اثر پہلے سے چھا چکا ہے لہذا انگریزی زبان کا عمیق اثر ہمارے فکر وعمل پر ضرور پڑتا ہے اس لئے مسلم معاشرہ کی ذہنیت مسخ ہوچکی ہے اور اسی شدید خطرہ کی وجہ سے ہمارے علماء نے پہلے انگریزی تعلیم سے روکنا موزوں سمجھا تھا ورنہ زبان دانی اور دنیاوی علوم وفنون سے روکنا ہرگز مقصود نہ تھا۔ آج انگلو پاکستان طبقہ خواہ مخواہ انگلش فیشن مین اور انگلش بولنے میں فخر محسوس کرتا ہے جو ذہنی غلامی کی زبردست دلیل ہے۔ فرنگی اب تک فخر محسوس کرتے ہیں کہ ہماری سیاست نے انہیں ایسا بے وقوف بنا کے چھوڑا کہ آزادی کے بعد بھی مغربی تہذیب وآئین وقوانین جکڑے ہوئے ہیں۔

(و) پاکستان میں انگریزی کو اس وقت جو مصنوعی تفوق حاصل ہے اُسے زائل کرنے کے لئے آپ کن تدابیر کی سفارش کرتے ہیں؟

جوابی نوٹ: (الف) جو علوم وفنون انگریزی زبان میں آج کل مروّج ہیں اور تعلیم گاہوں میں پڑھائے جاتے ہیں اُن سب کو اردو میں اسلامی طرز پر منتقل کیا جائے اور تعلیم گاہوں میں مکمل طور پر نہ فقط اس کی تعلیم دی جائے بلکہ اس میں کامیاب طلباء کو بہترین انعامات سے نوازا جائے تاکہ اُردو کی ہمت افزائی ہو۔

(ب) تمام سرکاری اور غیر سرکاری تعلیمی اداروں کے معلموں کی وضع قطع اسلامی طرزِ زندگی کی پوری آئینہ دار ہو۔ ہمارے معاشرہ کو اس منافقت نے ہی تباہ وبرباد کیا ہے کہ زبان سے تو اسلام اسلام پکارتے ہیں مگر سارا عملی زور مغربیت پر ہوتا ہے۔ بناء بر آں طرزِ زندگی اسلامی ہو تا کہ مسلم قوم کے نونہال عملی طور پر اس سے متاثر ہوں اور انگلو پاکستانی بننے کی نقالی سے نفرت کریں۔

(ج) تمام سرکاری وغیر سرکاری تعلیمی اداروں میں دنیاوی تعلیم کے ساتھ دینی تعلیم کو نہ فقط مُقدّم رکھا جائے بلکہ کتاب وسنت اور فقہ وتاریخ اسلامی کی مکمل تعلیم دی جائے تا کہ مغربیت اور اشتراکیت کے الحاد کا مکمل قلع قمع ہو سکے اور عام طور پر یہ جذبہ کار فرما ہو کہ ہم سب پہلے مسلم مجاہد ہیں اس کے بعد پاکستانی ہیں اور ہمارا تمام تعلیمی نصاب اسلامی طرز کا ہو جس کے پڑھنے سے ہی معلوم ہو کہ اس کا مؤلف ایک صحیح مسلم ہے اور اس ذہنیت کے اظہار میں مسلم قوم کو خوشی محسوس ہو جیسا کہ مغربیت کو اپنی مغربیت کے اظہار میں ذرہ بھر ہچکچاہٹ نہیں ہوتی بلکہ فخر محسوس ہوتا ہے۔

الْإِسْلَامُ يَعْلُوا وَلَا يُعْلَى عَلَيْهِ(14)

اسلام بلند ہونے کے لئے آیا ہے، غیر کے آگے جھکنے کے لئے نہیں آیا

سوال نمبر4اور اُس کا جواب

(14) صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب إذا أسلم الصبي فمات، هل يصلى عليه، وهل يعرض على الصبي الإسلام

آپ کے خیال میں غیر ملکی مسیحی تبلیغ کے ادارے اسلام سے بے اعتنائی یا اسلام سے مخالفت کا جذبہ پیدا کرنے کا کس حد تک حسبِ ذیل ذرائع سے باعث بنے؟

(الف) مذہبی تبلیغ کا کام　　(ب) تعلیمی ادارے

(ج) ہسپتال　　(د) فلاحِ عامہ کا کام

(ھ) تجارتی کاروبار

جوابی نوٹ: یہ تمام مذکورہ بالا اُمور حقیقت میں اُن ممالکِ اسلامیہ کو انجام دینے ہیں جو اسلام کے نام سے زندہ ہیں یا اسلامی نظریہ کی بناء پر وجود میں آئے ہیں اور فقط اسلام ہی ایسے تبلیغی امور کا سبق سکھاتا ہے کہ نہ فقط اپنے ملکوں کے اندر اسلامی تبلیغ جاری رکھو بلکہ غیر اسلامی ممالک میں بھی اسلامی تبلیغ کا پورا پورا فرض ادا کرو۔

جنہوں نے ہم سے سیکھا وہ عیش کر رہے ہیں
جو تھے سکھانے والے وہ مونھ کو تک رہے ہیں

خدا تعالیٰ ہی ایسے احساسِ کمتری اور ذہنی غلامی سے ہمیں نجات دے جو اپنی مجازی حکومتوں کی بغاوتی تحریکوں کو توڈنڈے کے زور سے کچلنا فرض سمجھتے ہیں مگر احکم الحاکمین جل شانہ کی بغاوتی تحریکوں کو نہ فقط تماشائی بن کر دیکھتے ہیں بلکہ غیر اسلامی طاقتوں سے مرعوب ہو کر رواداری کے نام پر اپنی حدود کے اندر بھی اُن کی ہر ایک خلافِ اسلام زیادتی کو بڑی خوشی سے برداشت کرتے ہیں اس لئے وہ ہمیں حقیر نظر سے دیکھنے کے عادی ہو گئے ہیں۔

مقامِ حیرت ہے کہ مغربی اقوام جن کا اُصول ہے کہ مذہب جدا چیز ہے اور سیاست جدا چیز ہے اور اُن کا پختہ نظریہ ہے کہ ہماری ملکی سیاست سے خدا تعالیٰ اور مذہب کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ پرھ اس حقیقت کے ہوتے ہوئے بھی انگلستان کے بادشاہ اور ملکہ کا ہمیشہ سے یہ امتیازی لقب "محافظ دینِ مسیحی" چلا آرہا ہے اور اس لقب پر وہ فخر محسوس کرتے ہیں اس لئے وہ اپنے مذہبی پیشواؤں، پوپوں، پادریوں کی بڑی عزت کرتے ہیں مگر یہاں تو تھوڑی سی حق گوئی پر علماء کو پولیس سے پریشان کرایا جاتا ہے یا سیفٹی ایکٹ کے ذریعہ جیل کی سخت سزا تجویز کی جاتی ہے اور انگلینڈ میں جب بادشاہ ایڈورڈ ہشتم نے مسز سمپس جیسی غیر شاہی خاندان کی عورت سے شادی کرنی چاہی تو پوپ نے چرچ کے قانون کی رُو سے اُسے منع کر دیا اور جب وہ باز نہ آیا تو اُسے تخت و تاج سے محروم کر دیا گیا۔

یہی نہیں کہ فرنگی اپنے مذہبی پیشواؤں کی غیر معمولی عزت کرتے ہیں بلکہ عیسائیت کی تبلیغ کے لئے اپنے ملک اور غیر عیسائی ممالک میں اپنی تبلیغی مشنریوں کی باقاعدہ سرپرستی قبول کر کے دامے درمے سخنے ہر ایک قسم کی امداد پہنچانا اپنا منصبی فرض سمجھتے ہیں۔

ان کے مقابلہ میں ہمارا پاکستان جو خدا تعالیٰ کے فضل سے محض اسلامی نظریہ کی بناء پر وجود میں آیا اور ساری دنیا میں اسلام ہی ایک ایسا دین ہے جس میں سیاست اور دین ایک ہی چیز ہے جیسا کہ اقبال مرحوم سمجھا تا ہے:

نظامِ بادشاہی یا کہ جمہوری تماشا ہو
جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی
دیں ہاتھ سے دے کر اگر آزاد ہو ملت
ہے ایسی تجارت میں مسلماں کا خسارہ

اور جس پاکستان کی بنیاد ہی اسلامی نظریہ پر رکھی گئی تھی جب اس کے آئین مرتب و مکمل کرنے کا وقت آتا ہے تو اس کا نام فقط "جمہوریہ پاکستان" رکھا جاتا ہے اس کے ساتھ لفظ "اسلامیہ" کا ملانا بھی طبع نازک پر سخت گراں گزرتا ہے۔

قیاس کن زگلستانِ من بہارِ مرا

ہم دنیاوی ترقی و تعلیم کے ہرگز مخالف نہیں ہیں مگر اس کے ساتھ مکمل اسلامی تعلیم ضروری سمجھتے ہیں۔ انگریز کی چھوڑی ہوئی تعلیم جس نے ہمیں ذہنی غلامی میں اب تک مبتلا کر رکھا ہے اُس کے لئے تو کروڑوں اربوں روپیہ رکھا جائے اور سترہ سال سے دیکھتے آ رہے ہیں کہ ہمارے ملکی بجٹ میں ایک پائی بھی اسلامی تبلیغ کے لئے نہیں رکھی جاتی۔ یا للعجب

غیروں پہ تو گُل پھینکتے ہو اور ثمر بھی
اے خانہ براندازِ چمن کچھ تو اِدھر بھی

قرآنِ پاک تو ہمیں بہترین امت ہی اس لئے قرار دیتا ہے کہ پہلے ہم خود نیکو کار بن کر دوسروں کو بہترین اعمال اور اخلاق کا حکم دیں اور لوگوں کو بُرائیوں سے روکیں۔

نہایت افسوس ہے کہ کفار فرنگ کو تو ہمارے اسلامی ملکوں میں عیسائیت کی تبلیغ کا پورا حاصل ہو اور ہمیں اپنے ملک میں بھی اسلامی تبلیغ کا کوئی مالی سہارا نہ مل سکے کہ مسلم بھائیوں کو عیسائی مشنریوں کی عیاری سے بچا سکیں۔

سوال نمبر 5 اور اس کا جواب

کیا آپ سمجھتے ہیں کہ یہ امر کہ غیر ممالک کو پاکستان میں امتحانات منعقد کرنے کی اجازت ہے، غیر ملکی اقدار کو فروغ دینے اور نتیجہ اسلام کی پیروی کے جذبہ کو کمزور کرنے کا باعث بنے؟

جوابی نوٹ: جہاں تک سوال نمبر 5 کا تعلق ہے ملک کے معاشی اور مالی حالات اجازت نہیں دیتے کہ ہمارے طلباء غیر ممالک میں امتحانات دینے اور ڈگریاں حاصل کرنے کے لئے جائیں جو اس میں ایک طرف ہمارے زرِ مبادلہ پر بُرا اثر پڑے گا دوسری طرف غیر اسلامی ممالک میں ہمارے طلباء جاکر غیر اسلامی ماحول سے زیادہ متاثر ہوں گے اور دُور دراز سفر کی تکلیف مزید بر آں ہوں گی۔

لہٰذا اس سوال پہ نظر ثانی کی جائے، فی الحال اس میں توقف بہتر ہے، پاکستان میں ہی ان امتحانات کا ہونا مناسب ہے۔

سوال نمبر 6 اور اس کا جواب

(الف) قیامِ پاکستان کے بعد سے شراب کے استعمال میں جو بے پایاں اضافہ ہوا ہے اُس کی وجوہات آپ کی رائے میں کیا ہیں؟

(ب) کیا آپ مناسب سمجھتے ہیں کہ (۱) رسٹورنٹوں (۲) بار (شراب خانوں) (۳) ہوٹلوں (۴) دکانوں (۵) پی آئی اے کے جہازوں میں الکحل بر سر عام رکھا جائے اور فروخت کیا جائے؟

جوابی نوٹ: پاکستان میں فرنگی کے چھوڑے ہوئے کافرانہ قوانین کی پیروی مغربی تہذیب وتمدن کی نقالی اور حکمرانوں کی طرف سے ان کی پوری ہمت افزائی شرابی اضافہ کا واضح ثبوت ہے۔ نہایت افسوس ہے کہ بھارت کی لادینی اسٹیٹ ان تمام خرافات کی اجازت نہ دے اور یہاں مسلمانوں کی کہلانے والی حکومت قرآن وسنت کے احکام کو فقط کفارِ فرنگ کی تقلید میں ٹھکراتی رہے۔ کبھی غیر مسلم سفراء کے استعمال کا بہانہ ہو حالانکہ حکومتِ عربیہ سعودیہ میں بھی تو غیر مسلم اقوام کے سفراء رہتے ہیں۔ گویا پاکستان نے ہی شراب پینے پلانے کا ٹھیکہ لے رکھا ہے اور سعودیہ عربیہ میں تو محکمۂ آبکاری کا نام ونشان ہی نہیں ہے۔ حقیقت میں یہ ماڈرن اسلامی طبقہ دل سے ہرگز نہیں چاہتا کہ کتاب وسنت کے احکام یہاں فروغ پائیں کیونکہ یہ عیاشیاں مغربیت کے دم قدم سے ہیں۔ خدا تعالیٰ ہی ہمیں ہدایت نصیب فرمائے اور صحیح اسلامی سمجھ عطا کرے حالانکہ قرآنی احکام کی پوری تبلیغ فرمانے والے سچے رسول ﷺ نے شراب کے تمام استعمالی طریقوں پر لعنت فرمائی ہے۔

(۱) شراب کے بنانے والے پر لعنت

(۲) شراب کے بنوانے والے پر لعنت

(۳) شراب کے پینے والے پر لعنت

(۴)شراب کے پلانے والے پر لعنت

(۵)شراب کے اُٹھانے والے پر لعنت

(۶)شراب کے اُٹھوانے والے پر لعنت

(۷)شراب کے بیچنے والے پر لعنت

(۸)شراب کے خریدار پر لعنت

(۹)شراب کی کمائی کھانے والے پر لعنت

(۱۰)شراب کی کمائی کھلوانے والے پر لعنت

(رواہ الترمذی وابن ماجه، مشکوٰۃ ،ص ۲۴۲، باب الکسب وطلب الحلال)

اب ایسے لوگوں کو خود سوچنا چاہیے جو خدا تعالیٰ اور رسول علیہ السلام کے احکام اور قوانین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے دنیاداروں کی خوش آمد میں غلط تاویلات گھڑتے ہیں، ان تمام لغویات کو جتنا جلد ہوسکے بند کیا جائے۔

بعض مغرب زدہ قرآنی حکم میں یہ غلط تاویل گھڑتے ہیں کہ شراب کے لئے حرام کا لفظ استعمال نہیں کیا گیا حالانکہ عربی لغت کے لحاظ سے حرام کے لفظ سے اتنی نفرت اور بیزاری پیدا نہیں ہوتی جتنی "رِجس" اور نری گندگی اور شیطانی عمل کے الفاظ سے پیدا ہوئی کیونکہ حرام کا لفظ تو بعض اوقات عزت کا مفہوم بھی پیدا کرتا ہے جیسا کہ مسجد الحرام اور اشہر الحرام اور بیت الحرام وغیرہ وغیرہ۔

قرآنِ حکیم نے سورۂ مائدہ میں (۱)شراب (۲)جُوا(۳)بت(۴)پانسے۔ان چار چیزوں کو "اِنما" کے کلمۂ حصر سے بیان فرمای ااور ان سب کو نری گندگی قرار دے کر ان کو بُرا شیطانی کام کہا ہے اور ان سب سے بچنے کا صاف صاف حکم دیا ہے اور ان

سے بچنے کا نتیجہ فلاح، نجات ہے اور اس فلاح میں دینی اور دنیاوی، روحانی وجسمانی ودماغی، انفرادی واجتماعی ہر قسم کی فلاح شامل ہے۔ ساتھ ہی شراب وجوئے کے خاص نقصانی پہلو، آپس کی لڑائی جھگڑا، بغض وعداوت اور خدا تعالیٰ کی یاد سے غافل کرنے اور خدائی یاد سے روکنے والی چیزیں قرار دے کر صاف لفظوں میں ان سے باز رہنے کا صریح حکم دے دیا۔

"فَهَلۡ اَنۡتُمۡ مُّنۡتَهُوۡنَ ﴿۹۱﴾"[15]

ہمارے مغربیت زدہ روشن خیال والوں کی کتنی بڑی ستم ظریفی ہے کہ کسی مجازی حاکم اعلیٰ کے آرڈیننس کی خلاف ورزی کرنے پر کوئی غلط تاویل گھڑنے کی جرأت ڈنڈے کے خوف سے نہیں کر سکتے مگر حضرتِ احکم الحاکمین جل شانہ اور اُس کے برحق رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صریح حکموں کی غلط تاویلات گھڑنے میں ذرہ بھر نہیں ہچکچاتے مگر یقیناً وہ وقت آنے والا ہے کہ پوری باز پُرس ہو کے رہے گی۔ اب تو کھلا مذاق اُڑایا جاتا ہے کہ

مسلمانوں کو لطف وعیش سے جینے نہیں دیتے
خدا دیتا ہے بادہ مولوی پینے نہیں دیتے

مگر پوری حقیقت کل کھلے گی

فردا کہ پیش گاہ حقیقت شود پدید
شرمندہ رہ روے کہ نظر بر مجاز کرد

(15) المائدہ:۵/ ۹۱

سوال اور اُس کا جواب

ممکن ہے کہ ہمارے مغربیت زدہ روشن خیال اربابِ سیاست یہ اعتراض کریں کہ ہمارے علماء کرام بغیر دلائل و شواہد ہمارے موجودہ آئین و قوانین پر خواہ مخواہ اعتراضات کر کے ملک میں شور و غوغا برپا کرنا چاہتے ہیں۔ یہ گوشہ نشین دقیانوسی خیال کے لوگ نہ ہماری ملکی سیاست کی گہرائیوں سے واقف اور نہ ملکی حکمرانی کی آئینی باریکیوں سے باخبر، صرف اسلامی آئین اور اسلامی قوانین کی رٹ لگانا ہی ان کا طرۂ امتیاز ہے، دلائل و شواہد ان کے پاس کچھ نہیں ہیں۔

اس کے متعلق گزارش ہے کہ قریب دو سو سال کفارِ فرنگ نے بھی اسی قسم کے آئین کو پوری طرح آزما کر دیکھا تو کچھ نہ ہوا

"مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی"

جاتے ہوئے ہمارے لئے یہی ورثہ چھوڑ گئے اور ہمیں مضبوطی کے ساتھ اس میں ایسا جکڑ گئے کہ آزادی کے بعد بھی ان سے آزادی حاصل کرنے کا نام لینا بھی بغاوت کے مترادف سمجھا جاتا ہے۔ سترہ سال سے اس کو چمٹے ہوئے ہیں۔ خدا ورسول کے صریح احکام کی خلاف ورزی اور کھلی بغاوت کو فقط تماشہ بین کی صورت میں دیکھتے رہیں اور لب تک ہلا نہ سکیں مگر مجازی حاکم کے آرڈیننس یا حاکم کی خلاف ورزی یا بغاوت پر ساری حکومت کی مشنری انتظامیہ اور عدلیہ حرکت میں آجاتی ہے۔

خدا کے لئے ذرا اسلامی آئین اور اسلامی قوانین کو بھی آزما کر دیکھا جائے تو کیا حرج ہے۔

جس آئین اور قوانین مروجہ پر نازل ہے اُس کے برکات

(۱) زنا، عریانی اور فحاشی کی کھلی اجازت ہے، اسکے لئے پرمٹ دیئے جاتے ہیں اور مسلم افسران یہ خیر وبرکت فیس لے کر حاصل کرتے ہیں۔

(۲) شبینہ اور خاص کلبوں میں جو کچھ ہو رہا ہے، قلم اس کے بیان کرنے سے شرمندہ اور عاجز ہے۔ اخباری اطلاعات ہیں کہ شراب کی بدمستی میں ایک رات میں عورتوں کو کئی کئی شوہر بدلنے پڑتے ہیں۔ یہ سب مغربیت کا فیض ہے، اسلامی ذہنیت بالکل مسخ ہو گئی ہے۔ تمام حرام جانوروں میں خنزیر کی ہی یہ خصوصیات ہیں اور خنزیر خور قومیں اس میں مبتلا ہیں، اسلام نے اس لئے اسے حرام قرار دیا۔

(۳) ناٹکوں اور سینماؤں میں جو فلمی ستارے مخربِ اخلاق کارنامے انجام دیتے ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں۔

(۴) شراب کے متعلق جو اسلامی مشاورتی کونسل حکومتِ پاکستان کے سوال نامہ میں ہے وہ سامنے اظہر من الشمس ہے اور ان سوالوں کو واپس لے کر ان اخلاقی جرائم کا مزید اقرار واعتراف ہے۔

(۵) عائلی قوانین کے نفاد سے نکاحوں پر قید وجرمانہ کی سخت پابندی ڈال کر زنا اور فحاشی کی بڑی ہمت افزائی ہے اور بجبر واکراہ ان کو اسلامی قوانین کا نام دینا بڑی جرأت وزیادتی ہے۔

(۶) ریس کورس میں جوئے کی کھلی اجازت ہے بلکہ جوئے کی پوری سرپرستی ہے اور لاکھوں کا جوا ہوتا ہے، معمولی جوا تو حرام ہے مگر لاکھوں کا یہ جوا حلال ہے۔

(۷) مخلوط تعلیم کے ذریعہ زنا کی بڑی ہمت افزائی تو جائز مگر سولہ اور اٹھارہ سال سے پہلے نکاح ناجائز ہی نہیں بلکہ جرمانہ اور قید کی سزا کے مستحق ہے۔

(۸) مخلوط تعلیم اور مخلوط تفریح گاہیں، زنا و فحاشی اور اغوا کے بڑے بڑے اڈے بنیں تو قانوناً جائز اور مہذب ہیں مگر ان فحاشیوں کو روکنا خلافِ تہذیب ہے۔

(۹) مخلوط تعلیم اور مخلوط تفریح گاہیں ناجائز بچوں کی پیداوار کے بڑے اہم سبب پیدا کرنا تو جائز ہیں مگر ان کو بے گناہ قتل کرنا گناہ ہے۔

درمیانِ قصر دریاتخته بندم کردهٔ
باز میگوئی که جامه ترمکن ہشیار باش

(۱۰) ضبط تولید کے ذریعہ نکاح والی جائز اولاد کے لئے پابندی لگانا تو جائز ہے مگر ناجائز اولاد پیدا کرنے پر کوئی پابندی لگانا مغربی تہذیب کے خلاف ہے وغیرہ وغیرہ۔

سوال نمبر 7 اور اُس کا جواب

کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ہماری مساجد مسلمانوں کی اجتماعی زندگی میں وہی حصہ لے رہی ہیں جو ان کو لینا چاہیے؟

ان سرگرمیوں کو فروغ دینے کے لئے آپ کیا تدابیر تجویز کرتے ہیں؟

جوابی نوٹ: ملک اور قوم کے مغربی ماحول نے ہماری مساجد کو بھی متاثر کیا ہے۔ قوم کا رجحان اسلامی تبلیغ و تعلیم کے مقابلہ میں انگریزی تعلیم و تہذیب کی طرف زیادہ ہے جب تک آئینی طور پر ہماری پوری انتظامیہ اور عدلیہ اسلامی طرزِ زندگی پر نہ آجائے اُس وقت تک ایک بااختیار وزارت اُمور مذہبی ایسے لوگوں کی قائم کی جائے جو عملی طرح اسلامی طرزِ زندگی کے جذبہ علم و عمل سے سرشار ہو اور تمام ملک کی مساجد اور

اُن کے اماموں اور خطیبوں وغیرہ کو پوری تربیت دے کر اُن سے تبلیغ اسلام اور تعلیماتِ اسلام اور فضائلِ جہاد اور فریضۂ جہاد اور بہترین اخلاق کی پوری تبلیغ کا کام لیاجائے اورآپس کے فروعی اختلافاتِ مذہبی میں ہرگز الجھنے نہ دیا جائے اور ان کاموں کی نگرانی مکمل ذمہ داری بااختیار وزارتِ امور مذہبی یاوزارتِ معارف پرڈالی جائے۔

سوال نمبر8اوراُس کاجواب

اس کی کیاوجہ ہے کہ پاکستان میں تبلیغ اسلام کاجذبہ ٹھنڈاہے؟
کیاآپ اس جذبہ کوبیدار کرنے کی تدابیر تجویز کرسکتے ہیں؟

جوابی نوٹ: اس کی اصلیت بھی فرنگی کی گہری سیاست ہے، جس کی بنیاد ''لڑاؤاور حکومت کرو'' کے اصول پر رکھی گئی تھی کہ مذہبی اور سیاسی طور پر یہاں کے باشندوں میں کشمکش جاری رکھی جائے تاکہ آپس میں ہی اُلجھتے رہیں اور ہماری حکمرانی میں دخیل کار نہ ہوں اور انہیں یہ کہہ کرٹال دیاجائے کہ ہم نے ہر فرقہ اور جماعت کو مذہبی اور سیاسی آزادی دے رکھی ہے۔اس لئے سب فرقے اور جماعتیں آپس میں اُلجھ کر رہ گئیں اور سب مسلم اسلامی تبلیغ کے جذبہ سے ٹھنڈے پڑگئے اور جب فرنگی یہاں سے گئے تواپنے جانشینوں میں یہ ورثہ چھوڑگئے اور اس غرض سے بعض جدید فرقے توخود فرنگی کی پیداوار ہیں جوایک جدانبی کاڈھونگ رچاکرپچاس الماریاں فرنگی کی تعریف میں بھردی گئیں اور اس سے جہاد کرناحرام قرار دے دیاگیااس کے صلہ میں اُس کے افراد بڑے بڑے عہدوں پرفائز ہیں اورایک فرقہ سنت کاانکار

کر کے قرآن کے نام سے ہر ایک قرآنی حکم کی تحریف مغربیت کی تائید میں پیش کرنا اس کا طرّہ امتیاز ہے۔ بنابر آں انگلو پاکستانیوں میں بڑی مقبولیت کا مالک ہے کیونکہ یہ سب عیاشیاں ایسے لوگوں ہی سے قائم رہ سکتی ہیں۔

بفضلہٖ تعالیٰ ملک بھر میں جو کچھ بھی اسلامی طرزِ زندگی کا عملی نمونہ کہیں کہیں نظر آرہا ہے یہ سارا اسلامی تعلیمی اداروں کی انفرادی کوشش کا ہی نتیجہ ہے ورنہ ان کا کوئی بھی اجتماعی نظام کار فرما نہیں ہے اور نہ مسلمانوں کی حکومت کی کسی طرف سے ان کی کوئی ہمت افزائی یا سرپرستی ہے بلکہ "دِین مُلّا فی سبیل اللہ فَساد" کا پروپیگنڈا کر کے ان اِداروں کا ختم کرنا ہی مقصود ہے تاکہ مغربیّت وغیرہ لادینی تحریکوں کو یہاں پھلنے پھولنے کا خوب موقع ملے۔ اسلامی تبلیغ کی کامیابی کی تجویز وزارتِ اُمور مذہبی کے ہاتھ میں ہونی ضروری ہے جیسا کہ سوال نمبر ۷ کے جواب میں عرض کیا گیا ہے۔

سوال نمبر ۹ اور اُس کا جواب

کیا آپ سمجھتے ہیں کہ مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے باہمی مناقشات کی وجہ سے اسلام کا اثر و غلبہ کمزور ہوا جاتا ہے؟ اگر آپ کا یہ خیال ہے تو احیاءِ اسلام کے مشترکہ مقصد سے آپ باہمی تعاونِ عمل کس طرح پیدا کر سکتے ہیں؟

جوابی نوٹ: کتاب وسنّت کے مطابق آئین و قوانین پر تمام مختلف مکاتیبِ خیال کے علماء کو متحد محاذ پر جمع کیا جا سکتا ہے اور ظاہر ہے کہ اسلام کے اُصول اُمور اور

ضروریاتِ دین میں اکثر اسلامی فرقے متحد و متفق ہیں سوائے اُس اقلیت [16] کے جو خالص انگریز کی پیداوار [17] ہے اور اسلام کے پردہ میں مغربیّت کو ملک میں پھیلانا اس کا نصب العین ہے اور دنیا نے دیکھ لیا کہ ہمارے ہی ملک میں اسلامی آئین کے سلسلہ میں تمام مکاتیبِ فکر کے علماء متحد و متفق ہوئے تھے۔ فحاشی و عُریانی و شراب نوشی و زنا و جوا و سود و سٹہ کی حُرمت میں علماء کرام کا کوئی اختلاف نہیں۔ اسی طرح خُدا اور رسول و قرآن و کعبہ، نماز و روزہ، زکوٰۃ حج کی عظمت و عزّت وغیرہ ضروریاتِ دین میں مختلف مکاتیب فکر کے علماء کا کوئی اختلاف نہیں ہے [18] باقی فروعی اختلافات ضرور ہیں اور ہوتے رہیں گے [19] اور اس میں بھی انگریزی سیاست "لڑاؤ اور حکومت کرو" کی پالیسی کارفرما ہے ورنہ دنیا جانتی ہے کہ کورٹوں اور ججوں میں کس قدر اختلاف ہوتے ہیں مگر ان میں کوئی فرقہ پرستی نہیں ہے۔

سوال نمبر10 اور اس کا جواب

علماء کو ترتیب دینے کے سلسلہ میں آپ کیا اصلاحات تجویز کرتے ہیں؟

(16) اور اس سے مراد قادیانی ہیں جو کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کے قائل ہیں جنہیں آئین پاکستان میں بھی کافر قرار دیا گیا ہے۔

(17) جہاں تک بات ہے انگریز کی پیداوار کی تو وہابیہ بھی انگریز کی ہی پیداوار ہیں اور تاریخ گواہ ہے کہ انگریز نے ہمیشہ انہیں سپورٹ کیا۔

(18) ظاہر ہے کہ ان اُمور میں کہ جو اُمور ضروریاتِ دین قرار پائے ہیں جو بھی اختلاف رکھتا ہے یا رکھے گا وہ پھر مسلمان بھی نہیں ہے۔

(19) اور ضروریاتِ دین میں اختلاف کو فروعی اختلاف قرار دینا رات کو دن کہنے کے اور دن کو رات قرار دینے کے مترادف ہے جو کہ نری جہالت اور خالص بے دینی کے سوا کچھ نہیں اور ہمارے معاشرے میں ایک طبقہ سادہ لوح مسلمانوں کو یہی کہہ کر بے وقوف بنا رہا ہے۔

جوابی نوٹ: علماءِ کرام کی پوری توجہ آپس کے اتحاد و اتفاق کی طرف منعطف کی جائے اور ملکی دفاع کو فریضۂ جہاد کی مکمل تبلیغ سے مضبوط تر کیا جائے اور اسلامی ممالک میں ان کے خیر سگالی وفود بھیج کر آپس کے اسلامی رشتۂ اتحاد کو مضبوط بنایا جائے اور انہیں مابین الاقوامی زبانوں کی تعلیم دے کر غیر اسلامی ممالک میں اسلامی تبلیغ کے لئے بھیجا جائے جیسا کہ عیسائیت کی تبلیغ کے لئے غیر ممالک میں رفاہِ عامہ کے بیشمار ادارے قائم کر کے عیسائی مشنریاں بڑے کام سرانجام دیتی ہیں[20] اور ان کے مبلغین ہر ایک مشہور بین الاقوامی زبان کے بڑے ماہر ہوتے ہیں۔ اسلامی تبلیغ کے لئے ملک کے ہر گوشہ میں اور ہر ایک یونیورسٹی میں ایک ایک کالج اسی شعبہ کا کھولا جائے اور ملک میں جتنے اسلامی نجی ادارے ہیں ہماری حکومت محکمۂ اوقاف وغیرہ کے ذریعہ ان کی سرپرستی اور مالی امداد قبول کر کے تبلیغی کام لے سکتی ہے[21] اور مستقلاً وزارتِ اُمورِ مذہبی اور تعلیمی کے سپرد یہ کام کیا جائے اور جس قدر ہو سکے اس میں تاخیر نہ کی جائے ملک وملت کی اسی میں بھلائی ہے۔

سوال نمبر 11 اور اُس کا جواب

(20) اسے سمجھنے میں ہم نے بہت دیر کر دی جبکہ کئی بدمذہب گروہ اسے سالوں پہلے سمجھ گئے اور اس پر عمل پیرا بھی ہو گئے۔ یہ لوگ ان خطوں میں پہنچے جہاں اسلام نہیں تھا اور وہاں انہوں نے جیسے اسلام کی تبلیغ کی اس کا اسلام سے دُور کا بھی کوئی تعلق نہیں۔ ان غیر مسلم اقوام نے جیسے اسلام سمجھا وہ اسلام نہ تھا بلکہ گمراہی تھی۔ جن لوگوں نے ان کی تبلیغ سے متاثر ہو کر اُن کی تعلیمات کو قبول کیا وہ ایک گمراہی سے نکل کر دوسری گمراہی کے گڑھے میں گرے اور ان کے کچھ لوگوں نے مسلمانوں میں ہی گمراہی پھیلانے کا انتظام کیا جو لوگ ایسے جھانسے میں نہ آئے انہیں رفاہی کاموں کی آڑ میں گھیرنے کی سعی کی۔

(21) جن حکومتوں میں اکثریت شرابی، بے دین، دین دشمن افراد کی ہو، جنہیں صرف اپنے اقتدار کی پرواہ ہو، جن کا دین وایمان، دولت وحکومت ہو اُن سے ایسی توقع عبث ہے۔

(الف) کیا آپ کی رائے ہے کہ ائمہ اور مُبلّغین کی تربیت کے لئے کالج قائم کیے جائیں۔

(ب) اگر سوال نمبر 11 (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو آپ کی رائے میں ان کو کن مضامین کی تعلیم دی جائے؟

جوابی نوٹ: تمام اہلِ اسلام میں اتفاق واتحاد قائم کرنا اور جذبۂ جہاد کو ملک کی فلاح وبہبود کے لئے اُبھارنا۔ فرنگی سیاست نے جان بوجھ کر مسلمانوں میں جذبۂ جہاد کو فنا کر کے ہمارے نونہالوں کو اسکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں کے ذریعہ کھیل کود کی طرف حد سے زیادہ متوجہ کر دیا۔ کھیل کود میں جیتنے اور ہارنے کو ملک اور ملّت کی کامیاب زندگی کا معیار مقرر کیا۔ اس کا روشن ثبوت ہے کہ ہماری ٹیموں کا آنکھوں دیکھا حال جب ریڈیو میں نشر ہوتا ہے تو ہر ایک ریڈیو پر ہمارے عوام کا بڑا انبوہ جمع نظر آتا ہے۔ مفکرِ مشرق نے شمشیر وسناں اوّل کی طرف قوم کو متوجہ کیا ہے اور قوم کو اس طرف متوجہ کرنا ضروری ہے جن جن قوموں میں فریضۂ جہاد کا جذبہ نہیں ہے یا یہ جذبہ ٹھنڈا ہے وہ کبھی اپنی آزادی بر قرار نہیں رکھ سکتیں اور نہ اپنے ملک کی حفاظت کا بوجھ اُٹھا سکتی ہے۔ لہٰذا کھیل کود کے عوض جنگی تعلیم وتربیت اور جنگی کرتبوں کی ریاست کی طرف تمام قوم اور اُن کے نونہالوں کو متوجہ کیا جائے۔ اسلام میں پانچ شرعی فرضوں کے بعد چھٹا فرض جہاد ہے جو انفرادی اور اجتماعی طور پر فرض قرار دیا گیا ہے۔

سوال نمبر 12 اور اُس کا جواب

کیا آپ کی رائے ہے کہ مساجد کے بہتر انتظام، بہتر تعلیم اور اسلامی اُصولوں کی بہتر تبلیغ کی غرض سے کوئی با اختیار ادارہ قائم کیا جائے؟

جوابی نوٹ: پہلے عرض کیا جاچکا ہے کہ جب تک آئینی طور پر ہمارے غیر اسلامی آئین اور قوانین میں کتاب وسنت کے مطابق ترمیم و تنسیخ کی جائے اور ہماری انتظامیہ اور عدلیہ مکمل طریق پر اسلامی طرزِ زندگی اختیار کرے، اُس وقت تک با اختیار وزارتِ اُمورِ مذہبی یا وزارتِ معارف کا قائم کرنا از حد ضروری ہے جو مندرجہ سوال 12 کے تمام اُمور کو عملی طور پر پوری ذمہ داری سے انجام دے۔

سوال نمبر 13 اور اُس کا جواب

پاکستان میں اسلام کے اثر اور نفوذ کو کمیونزم اور ہمیونزم (ان مادی اقدار پر عقیدہ جن کو انسانیت کی تربیت کے لئے مذاہب سے بالاتر سمجھا جاتا ہے) کی وجہ سے کس حد تک نقصان پہنچ رہا ہے، ان اثرات کو زائل کرنے کے لئے آپ کیا تدابیر تجویز کرتے ہیں؟

جوابی نوٹ: ظاہر ہے کہ اسلامی عقائد واخلاق کی تبلیغ اور دینیات کی پوری تعلیم ان تمام لادینی اور الحادی تحریکات کا مجرب علاج ہے۔ جہاں جہاں کتاب وسنت اور فقہ وتاریخِ اسلامی کی تعلیم کا مکمل رواج ہے وہاں لادینی تحریکیں ہرگز کامیاب نہیں ہوسکتیں لیکن اس خالص اسلامی تعلیم میں مغربی تہذیب و کلچر کی ملاوٹ ونقالی کو ہرگز داخل نہ کیا جائے ورنہ تجربہ شاہد کہ "ہر چیز کہ در کانِ نمک رفت نمک شد"

سوال نمبر 14 اور اُس کا جواب

مندرجہ ذیل مراحل پر اسلامی ادب کی تخلیق کے لئے آپ کیا تدابیر تجویز کرتے ہیں؟

(الف) عوامی سطح پر۔

(**جوابی نوٹ:** اخبارات ورسائل اور ناولوں کے ذریعہ اور ریڈیو وغیرہ میں اسلامی ادب کا جذبہ وشوق قوم قوم میں پیدا کرنا۔)

(ب) اسکولوں اور کالجوں میں اور (ج) دانشور طبقہ کے لئے۔

جوابی نوٹ: صحیح اسلامی تاریخ کا نصاب وکورس درجہ وار مُرتّب کیا جائے کامیاب طلباء کے لئے کافی امتیازی انعامات رکھے جائیں اور ہماری حکومت ان کی سرپرستی کرکے ان کی ہمت افزائی کرے اور کامیاب دانشوروں کے لئے ممتاز قومی تمغے اور نقد انعامات حکومت کی طرف سے پیش کیے جائیں۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ط

اَللّٰهُمَّ اَیِّدِ الْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِیْنَ بِجَاهِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَفْضَلُ الصَّلَوَاتِ وَاَکْمَلُ التَّسْلِیْمَاتِ وَاَزْکَی التَّحِیَّاتِ.

اٰمِیْن بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ط

محمد صاحبداد غفرلہ ربُّ العباد

از جامعہ راشدیہ پیر گوٹھ ضلع خیرپور میرس

اربعاء ۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۳ھ، ۱۶، اکتوبر ۱۹۶۳ء

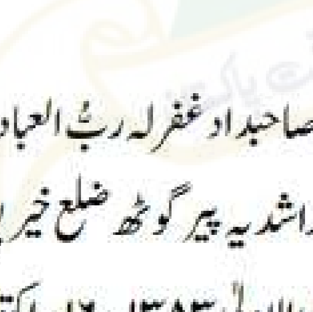

طلاقِ ثلاثہ کا شرعی حکم

مؤلف

حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ العالی

(رئیس دارالافتاء جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان)

مرتب

حضرت علامہ مولانا محمد عرفان قادری ضیائی مدظلہ العالی

(ناظم اعلیٰ جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان)

ناشر

جمعیتِ اشاعتِ اہلسنّت پاکستان

العروة في الحج والعمرة

فتاویٰ حج وعمرہ

موکف

حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ العالی

(رئیس دارالافتاء جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان)

مرتب

حضرت علامہ مولانا محمد عرفان قادری ضیائی مدظلہ العالی

(ناظم اعلیٰ جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان)

ناشر

جمعیت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان

خُدا چاہتا ہے رضائے محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم

تالیف

حضرت خواجہ صوفی محمد اشرف نقشبندی مجدّدِی رحمۃ اللہ علیہ

تخریج وحواشی

شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ العالی

(رئیس دارالافتاء جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان)

ناشر

جمعیتِ اشاعتِ اہلسنّت پاکستان

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان

کی ایک دلکش کاوش

شانِ الوہیت و تقدیسِ رسالت کا امین

کوثر و تسنیم سے دھلے الفاظ، مشک و عنبر سے مہکا آہنگ

عشق وادب کی حلاوتوں کا ماخذ

ترجمہ قرآن

کنز الایمان

از

اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت امام احمد رضا علیہ الرحمہ

اب پشتو زبان میں دستیاب ہے